مرکزہ

ڈاکٹر صابرہ شاہین

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مرکزہ

(شاعری)

ڈاکٹر صابرہ شاہین

SANJH
PUBLICATIONS

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مرکزہ		شاعری		ڈاکٹر صابرہ شاھین

اشاعت اوّل	:	دسمبر 2019ء
ٹائٹل	:	پروفیسر ڈاکٹر احمد
تعداد	:	500
قیمت	:	300

Markaza

(Urdu Poetry By Dr Sabira Shaheen)

Copyright ©. 2019 1st Edition

Except in Pakistan this book is sold subject to the condition that it shall not, by way of trade or otherwise, be lent, resold, hired out or circulated without the consent of the author or the publisher in any form of binding or cover other than that in which it is published.

Printed by:
Navid Hafeez Press, Lahore.

Price:
In Pakistan: Rs. 300.00

Published by:

سانجھ
SANJH PUBLICATIONS

Book Street, 46/2 Mozang Road, Lahore, Pakistan.
Phone:0331-4686276
e-mail: sanjhpk@yahoo.com, sanjhpks@gmail.com
Web: www.sanjhpublications.com

ISBN:978-969-593-313-4

Scanned with CamScanner

انتساب

اس سماج کے نام جو سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کرنے کے ہُنر میں یکتا ہے مگر نہیں جانتا کہ اُس کی گود میں پلنے والا اِک جُگنو ہی اس کی ہُنرمندی پر کاری ضرب لگانے کو ہمہ وقت جُتا ہے اور روشنی کو نابود نہیں ہونے دیتا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اُبھرے گا بھلا کون سی موجوں سے میرا نام
دیکھوں گی سمندر میں کبھی آگ لگا کر

سچ سُخن کی ہے سزا یہ دیکھ لے
مُنفرد سوچوں کا پھل تنہائی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

فہرست

نمبر شمار	نظمیں	صفحہ نمبر
۱	عرضِ مُدعا	۱۱
۲	برہا کی روگن (صابرہ شاہین)	۱۷
۳	اَے خُدائے کُن	۲۳
۴	مگر کیسے	۲۵
۵	سُنو سائیں	۲۷
۶	دل نے کہا	۲۹
۷	ہائے زرد تنہائی	۳۰
۸	روٹھ گئی ہریالی	۳۱
۹	وہ اِک لڑکی	۳۲
۱۰	مجھے دہشت نے گھیرا ہے	۳۳
۱۱	ثابت قدمی	۳۴
۱۲	مگر پھر بھی	۳۶
۱۳	بھلا کیونکر	۳۸
۱۴	بھلا کس نے کہا تھا	۴۰
۱۵	ابھی کچھ دیر باقی ہے	۴۱
۱۶	جہاں رات ہوگئی وہیں بات ہوگئی	۴۲
۱۷	رُت آئے رُت جائے	۴۳
۱۸	بُجھتی رات کا نوحہ	۴۵
۱۹	بھلا کب تک	۴۶
۲۰	کیا اَب ماں نہ ہوگی	۴۷

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نمبر شمار	نظمیں	صفحہ نمبر
۲۱	مجھے بھی مہلت چاہیئے	۵۰
۲۲	جانے کب تک	۵۲
۲۳	چُنری	۵۴
۲۴	کہیں تو زندگی ہوگی	۵۵
۲۵	تشنگی	۵۷
۲۶	خموش رہنا	۵۸
۲۷	میں کیسے روکوں	۶۱
۲۸	لال سہاگن رُت	۶۴
۲۹	سندیس	۶۵
۳۰	دیکھا کیا	۶۷
۳۱	راج ہنس نے کہا	۶۸
۳۲	چڑیا کا دُکھ	۷۰
۳۳	بول سکھی	۷۱
۳۴	کشتی والو رُکو	۷۳
۳۵	سچ کا سفر	۷۵
۳۶	تو جانتا ہے	۷۶
۳۷	محبت مَر بھی سکتی ہے	۷۸
۳۸	جو تم لوٹے، تو کیا لوٹے	۸۰
۳۹	کیا سُننا ہے	۸۳
۴۰	پینٹنگ	۸۴
۴۱	چوں۔۔چوں۔۔چوں	۸۵

Scanned with CamScanner

نمبر شمار	نظمیں	صفحہ نمبر
۴۲	درشن پیاسے	۸۶
۴۳	بلاعنوان	۸۷
۴۴	آگ سکھی ری آگ	۸۸
۴۵	مرکزہ	۸۹
۴۶	اِک تصویر	۹۰
۴۷	یہی تو خوشی ہے	۹۲
۴۸	Male طوائف	۹۴
۴۹	اُٹھو، آؤ، سُنو	۹۵
۵۰	کیا تو ایسا کر سکتا ہے	۹۷
۵۱	تمھیں بتاؤں	۹۹
۵۲	کیوں دیر کی	۱۰۰
۵۳	ساتھی تم بھی کیا	۱۰۱
۵۴	اے اکیلی رات	۱۰۳
۵۵	ہائے یہ اِسم	۱۰۵
۵۶	اماں جانی	۱۰۶
۵۷	اے مری چادر	۱۰۸
۵۸	روٹھنے والوں سے	۱۱۰
۵۹	دسمبر جو آئے	۱۱۲
۶۰	وہ لمحہ	۱۱۵
۶۱	دل نہیں کرتا	۱۱۶
۶۲	سوچ رہی ہوں	۱۱۸

Scanned with CamScanner

نظمیں

نمبر شمار	نظمیں	صفحہ نمبر
۶۳	لاہور اے لاہور	۱۲۰
۶۴	نہیں مکرنا	۱۲۳
۶۵	خود کلامی	۱۲۵
۶۶	چلو بھاگ جاؤ	۱۲۷
۶۷	کُرلاتے نین	۱۲۹
۶۸	صبر کیا ہے	۱۳۱
۶۹	کاہے کو بچھو ہو تم	۱۳۳
۷۰	کہاں یہ ہوں گی	۱۳۵
۷۱	تمہیں یاد ہو گا	۱۳۷
۷۲	چلو دفنا ہی آتے ہیں	۱۳۹
۷۳	مغویہ کے قلم سے	۱۴۱
۷۴	پستانوں سے زہر ٹپکاتی عورت	۱۴۳

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عرض مدعا

ارسطو سے لے کراب تک شاعری کی تشریح وتعبیر اور توجیہہ بیان کرنے کے علاوہ فلسفۂ شاعری پر غور وخوض کرنے والوں کا اک انبوہِ کثیر ہے جو مسلسل شعر کی ماہیت، اہمیت اور ضرورت پر اپنے اپنے اندازِ تفکر سے شعر کی کامل تعریف متعین کرنے کی سعی کرتا نظر آتا ہے۔ مگر سچ یہ ہے کہ شاعری ایسا ہمہ گیر اور پہلودار عمل ہے جس کی مکمل تعریف تاحال سامنے نہیں آسکی۔ شاعری لفظوں کی کاریگری ہے اور لفظ خاص متعین معنی کا حامل ایسا نامیاتی جزوِ زبان سے جو وقت کی تیز دھارا میں بہتا ہوا نا صرف ارتقاء پذیر رہتا ہے بلکہ نئے نئے معنی ومفاہیم تخلیق بھی کرتا ہے جن سے جذبات واحساسات کی اک نئی فضا اور تازہ جہان جنم لیتے ہیں لفظ معنی کے بغیر کچھ نہیں اور بے معنی لفظوں کا جم غفیر کبھی شاعری نہیں ہوسکتا۔

درج بالا بحث کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ شاعری محض لفظوں کے لغوی معنی کی ترسیل یا عام احساسات وجذبات کی ترجمانی محض ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ شاعری حدیثِ دِل بھی ہے اور قصہ دیگراں بھی۔ یہ تنقیدِ حیات بھی ہے اور تعبیرِ حیات بھی۔ بقول ڈاکٹر اسلم انصاری شاعری کا اصل جوازِ تخلیقِ معنی ہے اور متنِ شعر اس سارے عمل میں مرکزی وبنیادی اہم ترنکتہ ہے۔ جس سے صرفِ نظر ممکن نہیں اس لئے شاعر مشاہدۂ عالم کے مقصد کو پانے، تخیل کی بوقلموں کروٹوں کو سمجھنے جذبہ واحساس کی سہہ رنگ کہکشاؤں کا نظارہ کرنے اور حقائقِ حیات پر سے پردہ اٹھانے کے لئے شاعری کو بطور حربہ استعمال کرتا ہے اور اُن لفظوں کو استعمال میں لاتا ہے جو اس کے نو بلیے احساسات وجذبات کے ساتھ ساتھ اُس کے البیلے خوابوں کو مصور کرنے کی کامل صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔

شاعری کا اصل سرچشمہ جبلی تقاضوں کی ضرورتیں اور احتیاجات ہیں جو انسانی اعمال واحساس کی ذمہ دار ہیں اس وقت اردو ادب میں دو اصناف " غزل " اور " نظم " نشابر نظر آتی ہیں۔ غزل خالصتاً مشرقی صنفِ ادب ہے جس کے دائرہ اختیار میں بیرون کی وسعت، کشادگی اور اجتماعی محسوسات وجذبات ہیں جبکہ اجتماعی لاشعور کی طاقت ہمہ وقت غزل کے ساتھ رہتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ غزل درون کے عمق سے بے نیاز سرگرمی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ غزل میں خیال کی جست بیرون سے درون کی جانب ہوتی ہے اور نظم میں یہ جست درون سے بیرون کی طرف۔ نظم کو مغربی صنف کہا جاتا ہے جو مشرق میں پہنچی، تیزی سے ارتقاء کی منازل طے کیں اور اعتبار حاصل کر لیا۔ سچ تو یہ ہے کہ آزاد و حالی سے بھی پہلے نظموں کے نمونے ملا وجہی سے میر تقی میر کے عہد تک میں نظر آتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے اردو شاعری کے سرمائے میں غزل کے علاوہ ہر صنفِ سخن شامل تھی۔ جبکہ جدید نظم کی اصطلاح ۱۸۵۷ء کے بعد تسلیم کی گئی۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے نظیر اکبر آبادی نظم کے چولے میں خارجی زندگی کے زندہ مرقعے تخلیق کر رہے تھے۔

جدید اردو نظم کی ترقی میں تراجم کا حصہ بہت بھرواں اور بھرپور ہے اور آزاد و حالی کی خدمات ان تراجم کے حوالے سے الم نشرح ہیں۔ نادر کاکوروی کی نظم گوئی کی اہمیت سے بھی انکار ممکن نہیں۔ غدر کے بعد کی ذہنی و تہذیبی اور تمدنی تبدیلی انجمن پنجاب کے قیام کی وجہ بنی اور ۱۰ اگست ۱۸۶۷ء کو انجمن پنجاب کے جلسے میں مولانا آزاد کا پہلا خطبہ "نظم اور کلام موزوں کے بارے میں خیالات" مشرق میں جدید نظم نگاری کے ارتقاء میں کلیدی نکتہ ثابت ہوا۔ جدید نظم کو رواج دینے والوں میں حلقہ اربابِ ذوق کے شعراء کی مساعی قابلِ ذکر ہیں۔ اِن میں اہم ترین ن م راشد، میرا جی، یوسف ظفر، ضیا جالندری، مختیار صدیقی اور قیوم نظر جیسے شعراء ہیں۔

میرا جی کی دروں بینی نے انسانی نفسیات اور تہذیبی شعور کو شاعری کا موضوعِ خاص بنایا اور انسانی حیات کی باطنی بازیافت کو ممکن کر دکھایا۔ نظم کی شخصیت و روح کی بنیادیں درونِ آدم میں بہت گہری چلی گئی ہیں۔ جس کی بنا پر شاعر انکشافِ ذات اور دریافت کی انوکھی سرزمینوں کا راہی ہو سکا ہے۔ انسان کی انفرادی ترقی نے اس کو اپنے رشتوں سے ہی جدا نہیں کیا بلکہ اسے اس کے سماجی و روحانی سرمائے سے بھی بیگانہ کر دیا اور انجام کار اس کی نظر میں محبت اپنے اصل تصور سے جُدا اِک میکانکی عمل بن کر رہ گئی جس کا بدیہی نتیجہ نظم میں انفرادیت، خودغرضی اور تنہائی کی صورت میں سامنے آیا اور یوں نظم محض باطن کی آواز اور شخصیت کا والہانہ اظہار بن کر رہ گئی۔

انسانی جبلتوں میں بھوک (پیٹ اور جنس) بنیادی جبلت ہے۔ جو حیاتِ انسانی میں مرکزے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بھوک کے علاوہ ہر قسم کی جبلتیں اور احتیاجات، جذبے اور احساسات بس اسی ایک مرکزے کے گرد گھومتے ہوئے مدار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو توازن اور حیات کی بقاء کے ضامن ہیں۔ ان جبلتوں کی تسکین و تشفی کے اعمال و افعال کا مشاہدہ، تفسیر و تشریح، تعبیر اور اظہار کی جدت ہی حقیقت میں نظم ہے۔

میرا اردو نظموں کا یہ مجموعہ "مرکزہ" بھی حقیقت میں انکشافِ ذات کی ادنیٰ سی اِک کوشش اور باطن کی آواز کا اِک ادھورا نغمہ ہے۔ جس کو گانے کے لئے کبھی مجھے من کے گہرے سیہ سمندروں میں غواصی کرنا پڑی اور کبھی باطن کی گھپاؤں میں پا پیادہ دیوانہ وار بھاگنا پڑا۔ کبھی باطن کے اس ادھورے نغمے کے باقی گم شُدہ سُروں کو پالینے کی خاطر پیروں کے تلووں کو ہی نہیں روح کی ساری ریکھاؤں کو بھی آبلوں سے بھرنا لازم ٹھہرا۔ تو کہیں نامانوس جزیروں کی خاک چھانی۔ کبھی تنہائی کی گھاٹی میں معتکف ہونا پڑا اور کبھی اُنگلیاں فگار ہوئیں پھر جو بھی ہیرا، پتھر، کنکر، نگینہ اور موتی ہاتھ لگا وہ "مرکزہ" کی صورت میں آپ کے سامنے بکھیر دیا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بقول: " وزیر آغا " عریانی بجائے خود کوئی نقص نہیں لیکن اس کا بے معنی استعمال ایک بدنما دھبہ ہے۔ " مرکزہ " میں شامل کچھ نظمیں پڑھ کر قارئین میں سے کچھ کو عریانی کا شائبہ ہوسکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ انسان نے اپنی جبلی ضرورتوں کی تسکین و تشفی کیلئے جو راستہ اختیار کیا، کیا وہ ہمیشہ مہذب و تہذیب یافتہ رہا؟ اگر نہیں تو پھر وہ یقیناً اس عمل میں ان ضرورتوں سے ہار مان کر خالص جانگلی پن کا شکار ہوا۔ اگر تسکینِ جبلت کے حربے مہذب رہیں تو ان کے اظہار کا قرینہ بھی مہذب ہوگا جہاں آدمی جانگلی پن کا شکار ہوا وہاں اظہار و ترجمانی کے لئے اَن چھوئے، اَن سنے جانگلی لفظ برتنا ہی فنکار کی ضرورت اور مجبوری ہے کیونکہ کھری شاعری کا تقاضا ہی یہ ہے کہ شاعر اپنے جذبے، مشاہدے یا واقعہ کو اوریجنل انداز میں پورے خلوص کے ساتھ پیش کرے۔ ذیل میں دو نظمیں پیش ہیں۔ ان کے مطالعے کے بعد فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ واقعہ واحساسات کے اظہار کیلئے زبان و بیان کی یہ صورت ناگزیر تھی یا نہیں؟

یہ دونوں نظمیں ,, مرکزہ،، کے ترتیب پا جانے کے بعد وجود میں آئی ہیں اس لئے انہیں صرف دیباچہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اک نظم

سنو سبز پتوں کی جھالر
کے نیچے
فقط اک مکوڑا ہے۔۔ جو
ہنس رہا ہے۔
کہیں نیم کی جڑ کے نیچے کی
مٹی میں لتھڑا ہوا
جونٹیوں کا یہ لشکر، سفر میں ہے، دیکھو
ادھر چھت کی کڑیوں میں
شہتیر تک، سرسراتی ہوئی
زرد، دیمک کی منڈلی
یونہی منہدم ہوتے
دیوار و در سے
یہ جھڑتا ہوا۔ بھوری مٹی کا، بادل۔

اُدھر صحن کے خالی پن پہ، بلکتے
سسکتی ہوا کے یہ، بے ڈھب

پھریرے
کسی سبز جنت میں
اُتری قیامت کا، قصہ
سناتی ہوئی شب کی، وحشت
یہ بہتے ہوئے وقت کی تیز دھارا میں ہی
ڈوبتے اور اُبھرتے دو آنسو!
زیاں کے سیہ موذی جبڑوں سے نکلیں تو
روئیدگی و نمو کی جڑیں
نیچے دھرتی کے دل میں کہیں جا کے اُتریں۔
گھنے جنگلوں کی اندھیری
گھپاؤں میں بھٹکا ہو!
کوئی جگنو ہی چمکے
تو کچھ آسرا ہو

خبر تھی کہ چار سالہ بچی کو چار دن ریپ کرنے کے بعد ہاتھ پاؤں کاٹ کر سڑک پر
پھینک دیا گیا اس تناظر میں کہی گئی اِک نظم

تھوتھو

یہ کس نے کہہ دیا تم سے؟
کہ تم میری ضرورت ہو۔
ضرورت
پیر پھیلائے
تو الفت۔۔۔
بن ہی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

یہ ممکن ہو بھی سکتا تھا۔
ضرورت عشق ہو جاتی
محبت رنگ برساتی
مگر اے جنس کے ماتے
تمہیں تو خود تمہاری اپنی ٹانگوں ہی کے اندر کی
وہی رانوں کے بیچوں بیچ کی۔
داری، غلامی، بے بسی، آخر۔
عجب سی شرمناکی سے
مقامِ آدمیت کی فرازی سے، کہیں نیچے، سیہ پاتال تک لائی۔
وہی ہو تم ؟
وہی ناں؟
جو کہ۔ کمسن
چار برسوں کی
بہت کومل سی بچی پر
مکمل چار دن، اپنا کریہہ یہ لنگ
نچاتے ہو۔۔۔۔
فقط بچی ہی کیوں آخر؟
کہ تم کو تو۔۔۔۔
یونہی چوپائے کی جاتی سے
کتیا ہی جو مل جائے
تو تم اچھلو ہو۔
کودو ہو۔

ڈاکٹر صابرہ شاہین
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین)
کوٹ چھٹہ

08-09-2019

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

برہا کی روگن

(صابرہ شاہین)

فرائڈ نے سچ کہا تھا جبلت سے انکار کر کے ذہنی کرب سے بچا نہیں جا سکتا۔ یہ ذہنی کرب اور جسمانی نا آسودگی دراصل روح کا روگ بن جاتی ہے اور ادبی اصطلاح میں " برہا " " ہجر " اور " فراق " جیسے ناموں سے موسوم کی جاتی ہے۔

انسانی جبلتیں جب تک جبلتیں رہیں اور انسانوں نے جب تک تہذیب کا روگ نہ پالا تھا۔ عشق، ہجر، فراق اور محبت جیسے لفظ بھی وجود میں نہیں آئے تھے عورت اور مرد زندگی کے تسلسل کو مکمل جسمانی صحت مندی کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے گئے اور شاعری کا وجود لفظوں کی بجائے خیمہ گاہوں، کھیتوں، کھلیانوں، چراگاہوں، چشموں کے کناروں، درختوں کے تلے مجسم ہوتا رہا۔ پھر انسان نے تہذیب نامی ایک شئے پیدا کی جو ذاتی ملکیت کی بنیاد پر اُستوار تھی اور اس سے وہ جوں جوں آگے بڑھتا گیا توں توں جبلتوں پر قدغنیں لگاتا گیا اور ساتھ ساتھ ہی شاعری مجسم رہنے کی بجائے تخیل کی طرف سفر کر گئی اور وہ دن اور آج کا دن شاعری لفظ و تخیل کے قید خانے میں زندانی بنی برہا کے گیت الاپ رہی ہے۔

برہا ہجر اور فراق کی یہی تہذیبی عطا عورت کیلئے دوہرے جبر کا سبب بنی ہوئی ہے۔ مرد تو ادھر ادھر کچھ تسکین قلب و جاں کر لیتا ہے مگر عورت چونکہ تہذیب کا مرکزہ اور ذاتی ملکیتِ کی اساس ہے اس لیے اس پر زندان در زنداں قیدِ تنہائی کا حکم صادر ہوا ہے۔

ہمارے تہذیبی ساختے میں وسط ایشیا کے حاکموں نے جہاں جمالیاتی اضافے کیئے وہیں ہماری سماجی آزادیوں پر بھی بے شمار قدغنوں کا اضافہ کیا جس سے ہمارا سماج بے طرح کی گھٹن کا شکار ہوا اور عورت بیچاری کا تو وجود بھی فنا کے گھاٹ اتر گیا۔

اور وہ عورت جو تعلیم یافتہ ہونے کے سبب اس گھٹن کا مکمل شعور بھی رکھتی ہو اس کے لئے یہ گھٹن دوچند ہو جاتی ہے۔ صابرہ شاہین بھی اس سماجی گھٹن میں سانس لینے والی ایک باشعور اور حساس روح ہے اور اس کی شاعری ایک سوجھوان برھن کی شاعری ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دیکھئے:

ہواؤ میرے آقا کو یہ بتلانا
کہ اک باندی
جدائی کے کٹھن رستوں کو
جلدی پاٹنے کی چاہ میں
اپنے بُریدہ پا
گنوا بیٹھی

(مگر کیسے)

ایسے سماج میں عورت کا " گویا " ہونا اپنے بارے کچھ بولنا بھی معیوب بنا دیا گیا اس دستورِ زبان بندی میں اگر کوئی عورت تکلم آشنا ہو کر جراتِ کلام کرتی ہے تو یہ بذاتِ خود ایک مثبت علامت ہے کہ وہ اس زندانِ عظیم میں رہتے ہوئے بھی خود آشنائی کی منزل تک پہنچ پائی خود شناسائی کی منزل تک تو بہت سی بلکہ تمام ہی عورتیں پہنچ جاتی ہیں کیونکہ قیدیوں کو یہ سکھانے اور بتانے کیلئے کہ تم قید ہو کسی ایسی تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اپنے زندانی ہونے کے اس سچ کو زبان تک لانا قابلِ تحسین بات ہے۔

میرے ہاتھ کی
نازک پوریں
کانپ اُٹھی تھیں
جس دم میں نے
کاغذ کے اک
صاف (کورے) ورق پر

اور اس خود شعوری کی سزا بھی تو ملنی ہوتی ہے اور وہ ایسی باشعور عورت کیلئے ایک ہی ہے تنہائی اور برہا، ہجر اور فراق:

Scanned with CamScanner

سرد لہر چپکے سے
خون میں اُتر آئی
گونجتے سنی دل نے
چار سو جو عالم میں
زرد، زرد تنہائی

زرد تنہائی کی یہ آواز روح شکن ہوتی ہے یہ اندر کے تاروں کو تڑ خا تڑ خا کے توڑتی ہے اور سماج کی زہریلی سوالیہ نظروں کے تیروں کو بھی اپنے جسم کی ڈھال پہ سہنا ہوتا ہے۔

ادھر اس موڑ پر جاناں
جفا کی تنگ گلیوں میں
نگاہِ طنز کی
اندھی صلیبوں پر
کئی گدرائے جذبوں کو
لٹکنا ہے
تڑپنا ہے
مگر پھر بھی نہیں مرنا

یہ نیم جاں زندگی صلیب پر چڑھے عیسیٰ جیسی ہے۔
اس تسلسل میں زندگی بجھتی رات کا نوحہ بن کر رہ جاتی ہے جب جذبوں کی طلب بے مراد تاریکیِ شب کی سوغات لاتی ہے تو اور برہن سے اپنی برہا کے زندانی دائرے سے پکارتی ہے۔

رات جلتی رہی اور پھر یوں ہوا
سانس رکنے لگی
دھڑکنیں چپ ہوئیں
قرمزی، خشک، تشنہ لبوں سے قریں
رات بجھتی گئی
رات بجھ ہی گئی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

(بجھی رات کا نوحہ)

ایسے میں جب چارسو کی رونق اور دھماچوکڑی کے باوجود اندر کی تنہائی باریک دائروں تک پھیل جائے اور افق تا افق مایوسی کی زرد اور ٹھنڈی یخ بستگی پھیل جائے تو تخیل کی کسی وادیِ ناآفریدہ میں ایک منظر اُبھرتا ہے۔

بادل سنگت کو آئے گا
دھرتی پر سبزہ جھومے گا
سورج کی کرنوں سے اک دن
پھولوں پر شبنم اُترے گی
میں اور تم، کب تنہا ہوں گے
لیکن وہ لمحہ آئے گا
جانے کب تک

صابرہ شاہین کی نظموں میں ایک جاگتی عورت اپنے تمام دکھوں اور حسرتوں کے ساتھ ملتی ہے۔ وہ کسی لگی لپٹی یا تصنع کے ذریعے انا کے جھوٹے محل نہیں اُسارتی۔ نہ ہمیں عشق ہائے بلا خیز کے داستانوی قصے سناتی ہے۔ بلکہ ایک ہی تجربے کو وسعت دے کر آفاق تک وسیع کر دیتی ہے۔

وہی اک پیاس کا صحرا
تمنائے برہنہ پا
تعاقب میں بگولوں کی
سیہ موجیں
تپش کی تال پر سَن سَن
سلگتی
ریت کی موجیں

(کہیں تو زندگی ہوگی)

جب روح کی دھرتی پر محبت کا اکھوا پھوٹتا ہے اور پھولوں سے لد جاتا ہے تو اس کی خوشبو کو باہر

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

آنے سے روکنا کس کے بس میں ہے اور اس خوشبو کا کوئی متوالا اگر یہ یقین دلا دے کہ وہ واقعی اس خوشبو کے سحر میں ڈوب چکا ہے تو آخر اس پر کیوں یقین نہ کیا جائے مگر جب وہ متوالا وعدوں کی صلیب پر لٹکا کر چلا جائے اور وعدہ بکف خوشبو انتظار میں سوکھ کر خوشبو گنوانے لگے تو کیا کرے۔

کہا تھا اس نے
دراز زلفوں کی ساری نکہت
سنبھال رکھنا
سنبھال رکھنا، یہ گرم سانسوں سے
اُٹھتی خوشبو کی ساری مستی
یہ سرسراتی قبا کی ہلچل
حسیں جذبوں کی

صابرہ شاہین کی ساری نظمیں دھیمے سروں میں کومل جذبوں کی آنچ میں گندھے گیت ہیں۔ جنہیں روح کی سماعتوں میں سمویا جانا چاہیے۔

پروفیسر اشکر فاروقی
شعبہ اردو
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، جامپور

Scanned with CamScanner

اَے خُدائے کُن

بُجھ گئیں، آنکھوں کی شمعیں
تشنہ لَب بھی پھٹ چُکے
زُلفِ عنبر بار کی ہر لہر
قِصّہ ہو گئی
ماضی کا حِصّہ ہو گئی
آ رہی ہے
برگِ حسّرت کے تڑخنے کی صدا
حادثوں کی آنچ میں
حرفِ دُعا
جُھلسا ہوا
آدمی، بے دست و پا
امروز و فردا سے گیا
اَے خُدائے کُن
بتا
کیا ہے بھلا!
تیری رضا
خاکسترِ ہستی میں کیا؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کوئی! ایک چنگاری بھی ہے؟
جو چمک کر
شُعلہ بن جائے تو یہ!

کون و مکاں
مُسکرانا سیکھ لیں
بستی بسانا سیکھ لیں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مگر کیسے

ہَواؤ! شاہِ خوباں سے یہ کہہ دینا
کہ اِس ہجرِ مسلسل میں!
برستی، دید کو ترسی ہوئی
پُرشوق آنکھوں سے
تو بینائی بھی
اَب دامن چھُڑاتی ہے
ہواؤ! میرے آقا کو یہ بتلانا
کہ اِک باندی!
جُدائی کے کٹھن رستوں کو
جلدی پاٹنے کی چاہ میں
اپنے بریدہ پا!
گنوا بیٹھی!
ہوائے دشت! احمدؐ سے، محمدؐ سے!
مِرے شاہِ مدینہ سے
یہ کہہ دینا
بدن کے چیتھڑے، تو رزقِ صحرا تھے
مگر یہ روح! کہ اَب بھی ہمکتی ہے

Scanned with CamScanner

سوئے طیبہ!
جو اذنِ باریابی ہو تو
یہ اُڑ کر
تِری دہلیز کو چومے
مگر کیسے؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

۲۷

سُنّو سَائیں

سُنّو سَائیں
تِرے لہجے کا مصنوعی!
یہ بھاری پن
وَفا کی راگنی جَانَاں
لگاوٹ کے سَبھی پلڑے
یہ آروئی و آمرو ہی
مگر، اِن تیز سَانسوں کی
لچکتی ڈال سے کومل
بدن پہ
ہونٹ کی سرگم
یہ رعنائی وفا کے سارے
وعدوں کی ترے جاناں
بلمپت لَے
مچلتی اُنگلیوں کے
لمس کی، دیکھو
بہت باسی، لگی مجُھ کو
نجانے کب، کہاں
کِس، کِس کے ورتارے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

میں آئی ہو
یہ سَب مایا
سنو سائیں!
مجھے اَب، اِس
محبت کی فصیلوں، کو گرانا ہے
چھُڑا کر ہاتھ
اَب اَپنا
نئے رستوں کو، جانا ہے
وہ رستے کہ جہاں بَس!
نخلِ تازہ کی
بہاریں ہوں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

دِل نے کہا

دِل نے کہا جانی کہو
یہ عقل، پیرِ سخت، چابک کھینچ کر
کہتی ہے، بس
پانی کہو
پانی بھی کالے ناگ کا
کچھ دَرد کا، بیراگ کا
اُترے گلے میں اِسطرح
کہ آنکھ مَاتھے کو چڑھے
نیلے ہوں تیرے ہونٹ یوں
کہ الاّماں
جِسم پر چھالے اُگیں
کچھ اِس طرح کہ
زندگی
تجھ پر یونہی اُنگلی اُٹھائے
دیر تک ہنستی رہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہائے زرد تنہائی

سرد لہر چپکے سے
خون میں اُتر آئی
گونجتے سُنی دِل نے
چار سو جو عالم میں
زرد، زرد تنہائی

جِسم چیتھڑا میلا
روپ کے لبادے کا
لَمس کے بچُھڑے میں
پیاس کا جزیرہ ہیں
ہونٹ شوق زادی کے
آنکھ کا سمندر ہے
خوف و شک کی پہنائی
روح پر جمی کائی
ہائے زرد تنہائی

روٹھ گئی ہریالی

گدلے پانی وحشی چہرے
اُجڑے نین سوالی
شاخ شاخ پہ ناچے زردی
پیڑ پیڑ بدحالی
ساگر ساگر زہر بھرا ہے
سیپ گہر سے خالی
ڈگر ڈگر پر تڑپے روئے
چیخے اِک متوالی
روٹھ گئی ہریالی ساجن
روٹھ گئی ہریالی!

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

وہ اِک لڑکی

سوچ نگر کی اِک بستی میں
کومل سی اِک تنہا لڑکی
خالی کمرے کی کھڑکی سے
جانے کیا تکتی رہتی ہے
پچھلی رات کے سناٹے میں
بے مقصد ہنستی رہتی ہے
لیکن پھر اِک تنہا لمحہ
پلکیں شبنم کر جاتا ہے
بھولی بسری یاد کا خنجر
دِل کے پار اُتر جاتا ہے
ایسے ہی اِک چُپ لمحے میں
وہ کومل کومل سی لڑکی
سوچ میں دور نِکل جاتی ہے
اپنے آپ سے کتراتی ہے
گُم سُم، گُم سُم رہ جاتی ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مجھے دَہشت نے گھیرا ہے

لُڑھکتے پتھروں کے درمیاں، وہ کامنی پیکر
وہ جمتے خون کی قاشیں
تڑپتے تن، بُریدہ سر
وہ، گردو باد کا منظر
مِرے چاروں طرف
چیخیں ہی چیخیں ہیں
اندھیرا ہے
وہ کیا شب تھی، مقدر کی
یہ کیا؟ اُندھا سویرا ہے
مجھے دہشت نے گھیرا تھا
مجھے دہشت نے گھیرا ہے

Scanned with CamScanner

ثابت قدمی

اِک دوجے کی اُنگلی پکڑے
دو بالک !
جب چلتے چلتے
کانٹوں کے جنگل میں پہنچے
تو ، گھبرا کر چیخ اُٹھے تھے
اِک دوجے سے کہنے لگے تھے
دیکھو ! آنکھیں سینت کے رکھنا
کانٹوں سے گر اُلجھ گئیں تو
دید نہ ہو گی
سنبھلو دِل تک خارِ مغیلاں
پہنچ نہ پائے
گر کانٹوں کا زہر گیا دِل تک !
تو جاناں
عید نہ ہو گی
ٹھہرو ، قدم سنبھال کے رکھو
ڈول گئے تو !
رستہ رستہ

Scanned with CamScanner

پاگل پن ہے
چلتے چلتے، بچتے بچاتے
جنگل کے اس پار جو اُترے
دِل تو ثابت و سالم تھا، پر
درد سے عاری
آنکھیں بھی محفوظ تھیں لیکن
خواب نہیں تھے

ثابت قدمی!
تنہا بیٹھی، بس بالوں کو
نوچ رہی تھی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مگر پھر بھی

چلو!
کچھ دیر سستالیں
کہ پھر
اَندھی دراڑوں کے
گھنے جنگل میں
اِک لمبی
مسافت کا
نشاں ہے
یہ...
نظارۂ شجر سوزی
چلو!
کچھ دیر کو
دَم لیں
کہ پھر!
چھالوں کے جُھرمٹ میں
کِسی تلوۂ عُریاں کی
ابھی ہو گی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سیہ کانٹوں سے
رسمِ رنگ افشانی
ذرا سی دیر کو
پلکیں جھپک لیں
کہ
اِدھر، اِس موڑ پر
جاناں
جفا کی تنگ گلیوں میں
نگاہِ طنز کی
اندھی صلیبوں پر
کئی گدرائے
جذبوں کو
لٹکنا ہے
تڑپنا ہے
مگر پھر بھی
نہیں مرنا

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بھلا کیونکر

غلافِ کعبہ کی... تاروں میں !
یہ آنکھیں
خُدا کو ڈھونڈتی تھیں
اور کہتی تھیں
کہاں ہے ؟
اَے، مِری ماں سے زیادہ
چاہنے والے مِرے مولا
تُجھے کیا ؟ میری آنکھوں کی
یہ ویرانی نہیں دِکھتی ؟
دیوارِ کعبہ کی ٹھنڈک
ہتھیلی میں جو اُتری تو
یہ دِل بولا
وفا کی آنچ کی حِدت بھلا
کِس آسماں کی
سَرد وسعت میں
ٹِھٹھر کر مَر گئی یارب !

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کہ ...
اس گھر کے در و دیوار تک ہی جو
نہیں پہنچی
میری ماں سے زیادہ
چاہنے والے میرے مولا
کہ ...
تنہائی و یکتائی
فقط تجھ کو ہی زیبا ہے
مگر یہ آدمی کہ جو
نہیں یکتا
مگر تنہا ہوا
تجھ سا
بھلا کیونکر ؟؟؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بھلا کِس نے کہا تھا

تمھیں کِس نے کہا تھا تُم
ہوا سے رابطے رکھنا
ہوا جب سرسراتی ہے
چراغوں کو بُجھاتی ہے
تمھیں کِس نے کہا تھا تُم
ہوا کے ہاتھ میں آنچل تھما کر مُسکرا کر
اُفق کے پار اس وادی میں جا کر ہی
کِسی منزل کو پاؤ گی
ہمیشہ مُسکراؤ گی ؟
ہوا جب سرسراتی ہے
تو تھل کی ریت پر لِکھے
سَبھی وعدے مِٹاتی ہے
تمھیں کِس نے کہا تھا تُم
ہوا سے رابطے رکھنا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ابھی کچھ دیر باقی ہے

ابھی کچھ دیر باقی ہے
اُجالوں کے بکھرنے میں
ابھی سورج نکلنے کا
کوئی سندیس آئے گا
مگر، اُس لمحۂ خوش تر تلک، میرے برہنہ پا!
کئی آنگن اُجڑنے ہیں
گھروں کو راکھ ہونا ہے
ابھی اس شب کی ظلمت میں
مہِ عصمت بھٹکنا ہے؟
فقط نانِ جویں کو پھر
ضمیرِ آدمیت نے
لبِ کشکول ہونا ہے
دلوں پر مُہر لگنی ہے
ابھی آنکھوں کے عدسوں میں
سفیدی کو اُترنا ہے
ابھی کچھ دیر باقی ہے
اُجالوں کو بکھرنا ہے، ابھی سورج نکلنا ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جہاں رات ہوگئی وہیں بات ہوگئی

مری مسکراہٹ ہے جیون سہارا
یہ آنکھیں ہیں جگنو، جبیں ہے ستارہ
مری زُلف چھاؤں، میں اَمرت کی دھارا !
یہ تم کہہ رہے ہو ؟
ذرا پھر سے کہنا !
میری جان کب تک ؟
یہ آنکھیں، یہ جگنو
یہ زلفیں، یہ سائے
سبھی ہیں پرائے
یہ سائے ڈھلے تو !
ستارے بُجھے تو !
کہو کیا کہو گے ؟
کہو نا خُدارا !
چلو پھر ملیں گے
جہاں رات ہو گی
وہیں بات ہو گی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

رُت آئے رُت جائے

چڑیاں چُپ ہیں
شاخیں ساکن
پتے بھی مُرجھائے
گُم سُم دھوپیں
رستے ویراں
صبا سِسکتی جائے
کالے پربت
میگھا مارے
ندیا شور مچائے
لہر لہر، بے نام مُسافر
پگ پگ ٹھوکر کھائے
منزل منزل
کالے کیچڑ
کنول نہ کیوں مُرجھائے
کانٹا کانٹا
دَرد کا دارو
تلوے رنگ نہائے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

آنگن آنگن
ناگ نگر ہے
کون کِسے سمجھائے
رُت آئے رُت جائے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بُجھتی رات کا نوحہ

رات جلتی رہی !
منظرِ آنکھ کی
لمبی پلکوں کے کالے گھنے سائے میں
رات جلتی رہی !
ہولے، ہولے سِسکتی رہیں چوڑیاں
گرم سانسوں کے مہکے دباؤ تلے
بند چولی کے ہر دَم چٹختے رہے
نرم تکیے پہ آنسو بھٹکتے رہے
رات جلتی رہی !
رات جلتی رہی، اور پھر یوُں ہوا
سانس رُکنے لگی
دھڑکنیں چُپ ہوئیں
قرمزی، خشک، تشنہ، لبوں سے قریں
رات بُجھتی گئی !!
رات بُجھ ہی گئی !!!

Scanned with CamScanner

بھلا کب تک

ٹہنیاں!
پتوں سے خالی، ٹُنڈ،
گھبرائی ہوئیں
پھول!
جیسے بیسوا ہو، سر بزانو، بے اماں
دھوپ کی نگری میں سوکھے
پتوں کی کرلاہٹیں
اجنبی قدموں کے نیچے
چرمراہٹ کا بھجن
گاتی ہوئیں
اور ...
دِل تنہا پرندہ
پی کہاں کی تال پر
لغزش کب تک
یوں ناچے گا
کبھی
گر جائے گا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کیا اَب ماں نہ ہوگی

پُرہول!
اندھے، اندھیرے میں اِک
بیکراں، بے اماں
چیخ ہے جو
سَدا گونجتی ہے
مگر پوچھتی ہے
کہاں ہے وہ سیجی بچارن
کہ جِس کی!
دعاؤں سے
اَرض و سما کانپتے تھے
کہاں ہے؟ وہ من موجی، کومل حسینہ
کہ جِن کے
سنہری کھجوروں سے، لَب
رس بھرے تھے
کِسی آم کی شاخ جیسی
وہ باہیں
حَسیں ناگ جیسی لچکتی کمریں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

عجب طنطنے کی
جھٹک والی!
ناری
کہ جِس کے مداروں میں
جگ گھومتا تھا
وہ ماں...
جِس کے پیروں کی ٹھوکریں تھے
یہ اَزل سے اَبد تک
رواں موج دھارے
وہ!
جِس کے بَس اِک
دستِ شفقت کا حاصل
پیمبر ہوئے ہیں
ہمارے تمہارے
مگر اِس کنارے
سِسکتی ہوئی، بے اماں آدمیّت
کوئی اِک!
پیمبر
نیا ڈھونڈتی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مگر یہ تو طے ہے
کہ ...
اَب تو، کوئی بھی پیمبر نہ ہوگا
تو کیا! پھر؟
زمانے میں ماں بھی نہ ہوگی؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مجھے بھی مُہلت چاہیئے

وہ میری جان کے جانے پہ
ہردم
ہَنس کے کہتا تھا
یہ اتنا پیار جو تم سے کیا ہے
کیا؟ وہ تھوڑا ہے؟

وہ میرے دِل کے بدلے میں
سدا کہتا رہا مجُھ سے
میری جاں!
میں تمہارا تھا، تمہارا ہوں
مگر دیکھو!
بَس اِک گھنٹے کی مہلت دو
پھر اِس کے بعد، اِک لمبی رفاقت کی
گھنی چھاؤں میں
تم ہو، اَور مَیں ہوں اور ...
خوابوں کی حَسیں دُنیا
مگر وائے مقدر
اَب کہ، ایسا ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کہ مَیں نے جو
ذرا گھنٹے کی مہلت میں
ابھی اَپنے ہی مَن کی
مَست موجوں پر نظر ڈالی تو
یہ ... جانا
کہ میرے واسطے بھی اَب
ذرا سی دیر کی مہلت
ضروری ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

جانے کب تک

اتنی ویراں !
جیسی تم ہو
اتنی تنہا !
جیسی میں ہوں
یوں کلرا اٹھی، بنجر دھرتی
اور کہیں ہے ؟
بول سکھی کہیں اور نہیں ہے
یوں بنجر کلرا اٹھی دھرتی
اے میری معصوم سہیلی !
جب جب اِس کُرّے پر
اُبھری
ایسی بے رنگ، بنجر دھرتی
تو پنچھی کنکر لے آئے
اور گرائے
ہر خالی سَر، کے کاسے پر !
میری گُم سُم ! اور ہراساں
ساتھی ! سُن لے
جب جب حق کا کلمہ کہنے

Scanned with CamScanner

سچ کی بات بتانے والے
پاک پکھیرو
تنہا ٹھہرے
تو طوفانِ نوح آیا ہے
اَب بھی اِک طوفان آئے گا
اور بہا کر لے جائے گا
سَب پرچھائیاں، غم کے سائے
بَس ہم تم، جو!
تنہا ٹھہرے
اِک بیڑے میں رہ جائیں گے
بادل سنگت کو آئے گا
دھرتی پر سبزہ جھومے گا
سورج کی کرنوں سے
اِک دِن
پھولوں پر شبنم اُترے گی
میں اور تم، کب تنہا ہوں گے
لیکن وہ لمحہ آئے گا
جانے کب تک؟؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

چُنری

فنا کے ہاتھ میں لرزش ہے کیسی ؟
جفا کی آنکھ پتھرائی ہوئی ہے
یہ زردی جَبر کے چہرے کی واللہ
عجب قِصّہ کہے جاتی ہے دیکھو
وہاں اس اُور
صحرا کے اُفق پر
بَس اِک چُنری ہے، لالہ رنگ کوئی
بگولوں سے کنارے ٹانکتی ہے
فضا کو گھُپ اندھیرے بانٹتی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کہیں تو زندگی ہو گی

اُدھر، اُس سمت !
کوہِ زرد کی اندھی دراڑیں ہیں
کہ جو سانپوں کا ہیں مسکن
فشارِ خوف میں گھٹتی ہوئی...
چیخوں کا اِک مدفن

کہیں نیچے !
اندھیرے کی گپھا میں
گونجتے پانی کی یلغاریں
مگر اوپر
عذابِ آتشیں کی
بے اماں چادر !
کوئی آنگن نہ کوئی گھر
اِدھر حدِ نگاہ تک بس !
وہی اِک، پیاس کا صحرا
تمنائے برہنہ پا
تعاقب میں بگولوں کی
سیہ فوجیں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

تپش کی تال پر سَن سَن
سُلگتی!
ریت کی موجیں
مِرے آگے، قدم کے فاصلے پر
موت کی بستی
مِرے پیچھے
فنا کے آہنی پنجوں کی جھنکاریں
خمیدہ سَر، بریدہ پا
کروں میں کیا؟
مِرے مالک!
کوئی اِک راہ تو خالی رہی ہوگی
کہیں تو زِندگی ہوگی!
کہیں تو زِندگی ہوگی!!

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

تشنگی

سنسناتی، وحشتوں
کے درمیاں
ایک جانِ ناتواں
غُبارِ دَرد سے اَٹی
اَندھی خموش پُتلیاں
مزارِ خواب ہوگئیں
یعنی سراب ہوگئیں
لیکن!
کہیں نہ پا سکی
یہ بے کنارِ تشنگی
کنارِ آب جو کوئی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خموشِ رہنا

تمہیں کہا تھا کہ
ساتھ رہنا
میں آج خالی اکیلے گھر
کی اُداس وحشت سے
ڈر گئی ہوں
تمہیں کہا تھا
کہ فون پر ہی، مِری
اُداسی کو بانٹ لینا
کہا تھا تم سے
دِلِ حزیں میں
کھُدی دراڑوں کی
اَندھی کالک کو
میٹھے بولوں کی
روشنی سے سویر کرنا
نہ دیر کرنا
کہا تھا تُم سے
اکیلی تنہا خموش

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

راتوں کا دارو بننا
گھنیری پلکوں پہ جم گئی ہے
جو اوس، اس کو
بس اپنے لہجے کی
حدتوں سے
وشال موتی میں
ڈھال لینا
مگر نہیں
اس قدر تو ممکن
نہیں ہے، دیکھو!
کہ تم تو اپنی حسین
دنیا کے
سارے رشتوں کی
چاندنی میں نہا چکے ہو
بھلا چکے ہو
کہا ہے خود سے
کہ مانگے، تانگے کے
سارے رشتے
ادھار کی یہ وفائیں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سارى
ہیں اعتبارى
نِرى خوارى
کہا ہے خود سے
کہ کچُھ نہ کہنا
خموشِ رَہنا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

میں کیسے روکوں

کہا تھا اُس نے
دراز، زُلفوں کی ساری نکہت
سنبھال رکھنا

سنبھال رکھنا، یہ کالی بھنورا سی
ہنستی آنکھوں کی
جھلملاہٹ میں...
دھانی رنگت کے خواب سارے
گھنیری پلکوں میں چھپاتی
حسین شوخی کی سب ادائیں
کھجور سے سُرخ تازہ ہونٹوں کی
نرم لرزش، سنبھال رکھنا
سنبھال رکھنا، یہ گرم سانسوں سے
اُٹھتی خوشبو کی ساری مستی
یہ سرسراتی قبا کی ہلچل
حسین جذبوں کی
چاندنی میں یہ خواہشوں کے
گلاب سارے، سراب سارے
سنبھال رکھنا

Scanned with CamScanner

کہ ...
لَوٹ آؤں گا، ایک دِن میں
میں لَوٹ آیا تو تیرے
جلوؤں کو ...
اپنی آنکھوں کی
بھینٹ دوں گا
میں وار دوں گا
تمام وحشی، عمیق جذبوں کو
تیرے حُسنِ جہان رس پہ ...
میں وار دوں گا ...
میں پیار دوں گا
میں آج تک، اُن حسین وعدوں کے
اَندھے رستوں کی، جیل میں ہوں
میں قیدی عورت
گذرتے لمحوں کا جبر روکوں
تو کیسے روکوں؟
دراز، زُلفوں میں اُترا، چِٹا
سفید نمک
کہاں چھپاؤں؟؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

میں کیا سنبھالوں

یہ سالوں، صدیوں کا سیل سارا
ازل سے جاری ہے وقت کا جو
عمیق دھارا ...
میں کیسے روکوں ...؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

لال سہاگن رُت

لال سہاگن رُت آئی، تو!
منظر، منظر دیپ جلے
سُرخ کجاووں والی ناریں
اَپنے، اَپنے جُوڑے کی
چھَن چھَن میں، ناف
تلک ڈوبیں
ریشمی پتوں کی جھالر میں
اَنہونے کچھ گیت، جگے
رات کی مستی، کچے سے
کچنار بدن پر، رینگ گئی
ٹھاٹھیں مارتا، شوکتا دریا
اَندھی موت کے، گھاٹ لگا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سندیس

عظیم سندھو کی . . .
تیز لہرو!
ذرا سا ٹھہرو
کہ میں بھی، اپنے تھکن کے مارے ہوئے یہ پاؤں
جو موجۂ مضطرب بناؤں
تو ساتھ جاؤں
مگر نہیں، اِس قدر تو ممکن کبھی نہیں ہے
کہ میرے پیروں سے پنڈلیوں تک
تِرے کناروں کی تشنہ مٹی
ازل سے زنجیر ہو چکی ہے
عظیم سندھو کی . . . تیز لہرو!
ذرا سا ٹھہرو
کہ میں نے اشکوں کے قافلے کا
سجیلا آنسو
تمہارے دامن پہ رکھ دیا ہے
مِری امانت
گزرتے لمحوں کے پیچ و خم سے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بچا کے چلنا
سرکتے رنگین منظروں سے
اُدھر کہیں، دور سبز کھیتوں سے، بانسری کی صدا سنو تو...
ذرا سا رُکنا
سجیلا آنسو
سنہری خوشے کے لب پہ رکھنا
تو اتنا کہنا
کوئی اُدھر ہے
جو اِک زمانے سے
منتظر ہے...
عظیم سندھو کی... تیز لہرو
ذرا سا ٹھہرو...

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دیکھا کیا

کومل کلی، ہنسنے چلی
تو بکھر گئی!
موجِ ہوا کے زور میں
اِک شور میں
بندِ قبا، کھلتے گئے
رُلتے گئے، برگِ حسیں
برگِ حسیں، سب خاک میں
اُس لمحۂ نمناک میں
گُم سُم رہا
سب کا خُدا، چُپ چاپ بس!
دیکھا کیا!

راج ہنس نے کہا

راج ہنس نے کہا
نیلگوں جھیل کی!
جھلملاتی ہوئی، ساری لہریں تری
سبز، رُو پہلے... منظر
سبھی کوہ، کے
صِرف تیرے لیے

جھیل میں گرتی، سب
آبشاریں تری
رات میں، جگنوؤں کی!
چمکتی ہوئی روشنی بھی
تیری ایک باندی تو ہے
اے مری زندگی!
حُسن کا لہریا، نرم آنچل
ترا...
خوشبوؤں کے، ہواؤں کے
نغمے سبھی...
صِرف تیرے لیے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مست و خوابیدہ صبحوں
کا جادو ترا
مہر و ماہ کے
اُمڈتے اُجالے سبھی
تیرے رستے میں ہیں
جھیل کی کوکھ میں، پلتے
سیپوں، کے دامن میں رکھے ہوئے
ہیرے بھی ہیں، ترے
اے مری جانِ جاں
تو جو مُسکائے تو
زندگی جی اُٹھے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

چڑیا کا دُکھ

لال کھجور کی، باسی
چڑیا
اِک مُدّت سے
گھونسلا اَپنا
تنکا، تنکا روز بکھرتے
دیکھ رہی ہے
تنہا بیٹھی ....
سوچ رہی ہے
ساون کی گھنگھور، گھٹائیں
کِس، کِس کو برباد کریں گی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بول سکھی

خواب جزیرہ، اُجڑ چُکا ہے
تنہا، خالی سڑکوں پر، اَب
خوف اکیلا، ہونک رہا ہے
گُن، گُن گاتے ...
کالے بھنورے
کلیوں کا رَس، چوس چُکے ہیں
اور ...
کِھلے بن، سَارے غنچے
شاخوں سے، اَب
چھوٹ چُکے ہیں
دھرتی اَپنا، سوکھا سینہ
جانے کب سے، پیٹ رہی ہے
آنگن، آنگن بے مہری کی
نوچی، ننگی ناچ رہی ہے
اَندھے جذبے، انمل سوچیں
اِک دوجے کو نوچ رَہے ہیں
کور نگاہی، منظر، منظر

آج بڑی، مسرور گھڑی ہے
اور دِلوں پر، مُہر لگی ہے

بول سکھی! اِس سخت گھڑی میں
آس کا دیپک، کون جلائے
اِس بستی پر اُتری شب کی
اَندھی کالک چیر دِکھائے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کشتی والو رُکو

سیپیاں، مونگھے، موتی
وہیں رہ گئے
میری چُنری کی رنگت
سیہ پڑ گئی
میں نے کشتی کھویّے کو آواز دی
کتنے ترلے کیے، ہاتھ جوڑے بہُت
سارے، ساتھی درختوں نے
منّت بھی کی
نیم تڑپی بہُت
کیکروں نے کہا
سارے جامن، بھی چیخا کیے
رات دِن
گھاس پیروں میں، پڑ کے
سسکتی رہی
اَور کہتی رہی
کشتی والو سُنو!
ایک پل تو رکو

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سچ کا سفر

میرے ہاتھ کی
نازک پوریں
کانپ اُٹھی تھیں
جِس دم میں نے
کاغذ کے اِک
صاف وَرق پر
دھیرے دھیرے
حق لِکھا تھا
سچ لِکھا تھا
اَب میرے وہ ہاتھ ہیں باقی
اَور نہ پوریں
اَور زباں بھی کٹ گئی آخر
لیکن !
اَب تک
میں زندہ ہوں !
بس تنہا ہوں !

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

تو جانتا ہے

بس مالک!
اَب تجھ سے بھی، ہم
کیا مانگیں؟
رُت جیون کی، تنہا روتے
بیت گئی
سُندر خواب، سہانے کل کے
راکھ ہوئے
قندیلیں بھی، آس کی اَپنی، خاک ہوئیں
تار، تار ہے دامن بھی
اُمیدوں کا
اور چہرے پر
سَایہ ہے، بے رنگی کا
مانا تو قادر ہے، سَب کر سکتا ہے
پر یہ دِل!
یہ مرقد، میری خوشیوں کا
تیری منشاء کی خاطر بھی
دھڑک اُٹھے، تو کیا حاصل؟
کیا حاصل، گر پیاس بجھے ہونٹوں تک

Scanned with CamScanner

مُحبّت مَر بھی سکتی ہے

مُحبت کی نئی کونپل
گھنیری، نیم کی چھاؤں میں
جب پھوٹی تو

کیکر نے کئی، پیلے سنہرے
پھول وارے تھے
سریں نے سبز شاخوں کو
جُھلا کر جھولنا ڈالا
ہوائے نرم رَو، نے
لوریاں گائیں، دُعائیں دیں
شبِ مہتاب نے
"جوڑے" کے جذبوں کو
تھا، برمایا
ندی کے شوخ، پانی نے
مِلن کی راگنی، چھیڑی
اُفق سے جاگتے، اُگتے ہوئے
سورج نے تھپکی دی
تو، اِک

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بیری، جہاں دیدہ
ہوئی، کچھ اِس طرح گویا
سنو! اے ہنس کے بچو
محبّت کے جزیرے میں
وفا و ضبط کے پانی
جو کم پڑ جائیں تو
دیکھو
جفا کی ریت، آنکھوں کے
کٹورے، بھر بھی سکتی ہے
محبّت مر بھی سکتی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

جو تُم لوٹے، تو کیا لوٹے

جو تم لوٹے
تو کیا لوٹے؟
کہ...
رستہ، دیکھنے والی
وہ، سُندر جھیل سی، آنکھیں تو
سوکھی ریت کے وحشی
پیالے ہو گئیں، جن میں
فقط اِک دید کی حسرت
ہی...
کُرلاتی ہے، برسوں سے
صراحی دار گردن بھی
ہوئی ہے کھال کی
بے رنگ و بوسیدہ سی، وہ جھالر
کہ جس میں، طوقِ رسوائی کا...
اُجلاپن
نہیں کھلتا
مرے بے خانماں، سانول

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مِرے سائیں سلونے، سُن
تمہاری شوق برسَاتی ہوئی
وہ مَست آنکھیں بھی
کہن سالی، کے کیچڑ سے ہیں
گدلائی ہوئی ایسے
کہ . . .

اَب جن میں
کِسی سپنے کا دیپک
جل نہیں سکتا
دھڑکتا، تھا! جو
تیرے اور میرے سپنے میں !
وہ دِل
کِسی مجبور، سمجھوتے کی دلدل
کا دریچہ ہے
کہ جِس سے بس !
ضرورت کی جواں
نوچی، ہی . . .
اُب درشن، کراتی ہے
یہ جنکشن، جِس پہ ہم دونوں

کھڑے ہیں بے اماں، کب سے
یہاں سے اَب
کِسی بھی نرم و کومل سے
حسیں جذبے کی
گاڑی تو نہیں چلتی
چلے جاؤ کہ . . .
اَب ہم تم . . .
یونہی سب بے کار و بے مصرف سی چیزیں
اَور اَپنے ہی گھروں کا ایسا
کچرا ہیں کہ جِس کو اَب
حقارت سے ہی
پھینکا جائے گا، اِک دِن

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کیا سُننا ہے

ایک ضرورت تیری تھی
اور، ایک ضرورت میری
ہم دونوں نے
اِک دوجے کا
مان بڑھایا، من پر چھایا
اَب تم مجھ کو
لوزر، کہہ کر...
کیا سُننا چاہتے ہو، آخر...
اِنسٹرومنٹ کہ؟
بس اِک آلہ
معمولی، ادنیٰ، بے تالہ

پینٹنگ

ناگ سے، ناگن کا یہ
اندھا ملِن
زرد، رُو کانٹوں کی
انجانی چبھن
گوپیاں، مسرور چاہِ عشق پر
حیرتیں ہلکی سی!
ہلکی سی دُکھن
چرمراتے، خشک پتوں!
کی صدا
گنگناتے، گاتے چشموں کی
پھبن
غار کی تاریکیوں، میں جاگتی
ہانپتی، بدمست سانسوں کی
تھکن
صُبح کی تازہ منڈیروں پر
دِکھے
دھانی آنچل، سبز پگڑی، اور
پھَن

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

چوں.... چوں.... چوں

ڈیڑھ بجے شب
چڑیا بولی ، چوں ... چوں ... چوں
سُندر، رات نے بانہیں کھولیں
چوں ... چوں ... چوں
کچے سے کچنار بدن پر ، رینگ گئی
مستی کی انگشت نہانی
چوں ... چوں ... چوں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

درشن پیاسے

اُونچے ٹیلے
گھور اندھیرا
رین، اکیلی رین
اِدھر، اُدھر کو بھٹکیں، روئیں
پگلے ہو کر، بے چین
سانول، سانول کوک پُکاریں
دُکھیارے، کر بین
دو، درشن پیاسے ...
... نین

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بلا عنوان

مجھے وہ توڑنے کو جب
بڑھا تھا، اُس کے ہاتھوں پر
قوی باہوں
گھنے، بالوں بھرے سینے کے اندر بھی
لگے تھے درجنوں پیوند!
کئی ٹکڑے جُڑے تھے، اُسکی اپنی ذات کے ٹکڑے
نشان تھے کچھ سِلائی کے!
گواہی کے!
یقین و بے یقینی کے
تباہی کے
میری کرچیں میری کاشیں
مرے حصّے میرے ٹکڑے
ہوا میں جب اُچھالے تو
نظر آیا
کہ اُس کی وحشی آنکھوں کی، سیہ جھیلوں میں رقصاں ہیں!!!
کئی کرچیں جو چبھ جائیں
تو خوں کی سُرخرو دھاریں
ہمک کر رقص کرتی ہیں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

آگ سکھی رہی آگ

کالے پربت کے
غاروں میں
اِک ناگن ، اِک ناگ
رات کے پاگل ، سناٹے میں
چھیڑیں ایسا راگ
ناگن مستی میں ، بَل کھائے
ناگ اُچھالے ، جھاگ
جنگل ، جنگل شوکتی جائے
آگ سکھی رہی ، آگ
صُبح سمے ٹوٹے اِکتارہ
ناگ رہے ، نہ آگ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مرکزہ

پُرانے، کپڑوں میں
بُو بسی تھی
کچُھ، ایسی جو کہ
سیہ ناگوں کو
اَپنی جانب ہی کھینچتی تھی
عجیب وحشت کا مرکزہ تھی
کہ گِرد جس کے
وہ ناگ سارے
طویل، چھوٹے، نحیف، موٹے
وہ منحنی سے
جو گھومتے تھے
اَور، اَپنے اَپنے
مدار کی قید بھوگتے تھے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اِک تصویر

بیٹ کی ...
سُندر، رات اُجیاری
چاند کی سنگت میں
دھیرے سے
پَر اپنے اَب کھول رہی ہے
دریا کی جِھلمِل لہروں
پر کشتی ہے، اِک
جو ...
ڈول رہی ہے
ماجھی مَن کی موج میں بیٹھا
گیت البیلے
گاتا ہے
رات کا حُسن
بڑھاتا ہے
کشتی کی گودی میں سویا
بچہ سپنے
دیکھ رہا ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اور کنارے پر اِک پگلی
شاعر لڑکی
ننگے پاؤں ریت پہ
چلتی
رات کے معنی کھوج رہی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

یہی تو خوشی ہے

بدن کی حقیقت سے اِنکار کب ہے ؟
بدن بھی حقیقت ہے، اِک گہرا سچ ہے
مگر جانِ جاناں
بدن سے ورا، اِک جہانِ دِگر ہے
جہاں پر...
تخیل کی تجسیم ہو جائے تو اِک
نظارہِ دِل کش کا محشر سا اُٹھے
کہ جِس سے
جہانِ تمنا کی صد رنگ، کونپل
عجب ناز سے بڑھتی جاتی ہے، ایسے
کہ خوابوں کا اِک !
بندرابن سا ہمک کر
بہت دور تک پھیل جاتا ہے جِس میں
وفائیں سرِ شام، جھولا سا ڈالے
یہاں سے وہاں تک
یونہی شاخ دِل سے، کِسی شاخِ دِل تک
کئی ترم و کومل

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

روابط بڑھانے کے کچے فسانے!
سنانے کو اکثر
بہا کرتی ہیں، تیری ہیں خوشی سے
فسانے کہ جن کی حقیقت فسانہ ہے
اِس سے سِوا اور کچھ بھی نہیں ہے
مگر جانِ جاناں
یہی تو خوشی ہے
مگر کب مِلی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

Male طوائف

چھوٹی، چھوٹی شاطر آنکھیں
ہونٹوں پر مُسکان
اِک سانول سُلطان
بھرپور، قوی مضبوط ہے سینہ
جیسے کڑی کمان
ہَر ناری کی جان
بِستر، بِستر بانٹے سِلوٹ
ہر شب کا مہمان
تنبورے کی تان
کچھ اُجرت، نہ بھاڑا اِس کا
نہ کوئی پیمان
بَس دھوکے کی سان
ہر بندھن سے رہے ہراساں
ہر رشتے سے خائف
یہ ہے Male طوائف

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اُٹھو، آؤ، سُنو

اُٹھو، پھر قبر سے
باہر بھی آؤ
مجھے تم سے، بس اِک
صدیوں پُرانی
نویلی، اَن کہی
اِک بات ہے، جو
تمہاری گود میں، سَر رکھ کے
جاناں
بڑے ہی مان سے
کہنی ہے، تم سے
میری کالی گھنیری، پلکوں پہ
جو...

Scanned with CamScanner

چمکتے تھے، وہ قطرے
اوس کے، اَب
تمہارے آنے کی اِک
آس میں ہی
کئی صدیوں سے
بَس کُہرے کی مانند
مری آنکھوں میں
آکر کھب گئے ہیں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کیا تو ایسا کر سکتا ہے

اللہ سائیں!
کیا تو ایسا، کر سکتا ہے
یخ بستہ اِک رات کے، پچھلے پہر
بڑی خاموشی سے
تو نیچے آئے
میرے خالی ویراں کمرے، کی تنہائی
چیر دِکھائے
پلکوں پر، صدیوں سے بیٹھا
ظالم کہُرا
اَپنی پیار بھری اُنگلی سے...
پونچھتا جائے
اور مری...
قرنوں سے، اِک

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہمراز، کِسی غمخوار کو ترسی
ڈھیلی، بے بس باہوں
کو بس!
اَپنے گلے کا ہار بنائے
میرے سارے دَرد، کشالے
آپ سُنے اور
آپ مِٹائے
اَور اگر!
یہ ناممکن ہے
تو پھر، تجُھ کو
اَپنا سَائیں، کون بُلائے
سیس نوائے...

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تمہیں بتاؤں

تمہیں بتاؤں کہ
کیا ہوا تھا
اُس آدھ گھنٹے کی
چینی جنّت میں
بس تمہاری
عمیق سوچوں، جواں تخیل کی منحنی سی
سُبک اُڑانوں
کا جادو، ٹوٹا
تو اُس نے اپنی
دو، اُنگلیوں سے
تمہارے ہونٹوں کو
بند کر کے
لطیف بوسے میں
کہہ دیا تھا
میرے گداز و حسین
کمبل، سلامتی ہو

ستیہ پال آنند کی نظم اسپین کی بارش میں ایک چینی حادثہ پر اک تاثر

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کیوں دیر کی

ریت کے، ٹیلے پہ بیٹھی
اَجنبی چڑیا نے اَپنی
منتظر، آنکھوں کو
صحرا کی سُلگتی
دھوپ کی
وحشی ہتھیلی پر دھرا اور
یہ کہا ....
سُن مِری! قاتل سہیلی
سُن یہاں
جب بھی، سَاون کی گھٹا
اُمنڈے کبھی، جھومے ذرا ....
کہنا اُسے
دیر کی، آنے میں ....
اَے جانِ جہاں
کیوں دیر کی ؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سَاتھی تُم بھی کیا.....؟

سَاتھی تُم بھی کیا
احمق ہو؟
سوچ رہے ہو
اُپنے لاکھوں اور کروڑوں کے اُونچے
مینار پہ چڑھ کر
غرض کی تال پہ تھرک، تھرک کے
لوبھ کی مُرلی، آن بجاؤ گے تو، پرجا
مَستی میں، سچ مچ
جھومے گی؟
بَس آگے پیچھے، گھومے گی؟
بھولے سَاتھی ...
بھول رہے ہو، پرجا کے -

Scanned with CamScanner

ہاتھوں میں، اَندھا
چابک بھی، ہوتا ہے
جِس کو
پرجا...گر، لہرائے، تو پھر
دھرتی اوندھی ہو کر
تم کو....
کالے کوہ کے، پیٹ میں ایسے
جا دفنائے....
مستقبل و حال ہی کیا....؟
ماضی بھی، اَپنا روپ چھپائے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اَے اکیلی رات

اَے اکیلی، سنسناتی رات، آ
سُرمئی سڑکوں پہ
میرے ساتھ چل
اَدھ کھلے سے چاند
کی ملگجی سی روشنی
میں دیکھنے ...
وقت کے مارے ہوئے
حالات کے قیدی پرندوں
کی سِسکتی، بے بسی
آ۔ ! تجھُے دِکھلاؤں
شب زاروں کی عُریاں
کِھلکِھلاتی، ناچتی
ننگی ہوس کی، شوخیاں
اَن کِھلی کلیوں کے
زخمی تن پہ وحشی
اُنگلیوں کا ناچ دیکھ ...
بھوک کے سمراٹ کا، نغمہ
بھی سُن

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اَور پھر، اَندھی سیاست کے
کچُیلے، اَن دُھلے
پاگل گلاسوں میں بھرے
حق گوئی و حق رَسی کے
یہ کسیلے، سُرخ رنگ
مشروب دیکھ! ....
کیوں جھجکتی ہے، مری جاں !!!
آ... ذرا، پھر دیکھ ...
مذہب کے کڑاہ میں
سنسناتی آدمیّت
کا دُھواں
اَے مری تنہا سہیلی -: رات، آ....
آدمیّت کی اکیلی
بچ رہی .... جو ....
ایک چنگاری ہوں میں
آ، مِرے کندھے پہ اَپنا
ہَاتھ رَکھ
پُرسہ بھی دے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہائے یہ اِسم

عجب اِک معرکہ
تھا وہ
کہ جِس میں
منحنی ، دُبلے
بہت موٹے سے
اور کُچھ کُچھ
لموچڑ، تھوتھنی والے
عجب اِک ، وِرد
کرتے تھے
تجھے لعنت، مجھے لعنت
مِرے سَب دوستان بے نمو کی
اُدھڑی ، گلتی ، بے ثمر
روحوں کی روڑی پر
فقط لعنت
عجب یہ اِسم لعنت تھا
جو اِن سب کو
کبھی نہ جیتنے دیتا تھا
اور ، نہ
ہارنے دیتا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اَمّاں جانی

اَماں جانی
تو کیا جانے
تیرے بعد، مِرے گالوں پر
کِس کِس نے، تھپٹر مارے ہیں؟
کِس نے پھر، میرے ماتھے پر
اَندھی رات کا، تِلک اُتارا؟
کِس نے میری گردن میں یوں
طوق غلامی والا ڈالا
کون ہے وہ، جو
میری نرم ہتھیلی کو
یوں ....
مزدوری کی بھٹی میں
ہر روز جلاتا جاتا ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہَر دَم ، اِتراتا جاتا ہے

آخر کون ہے وہ ....
جو ہَر شب ....
وحشت کے ننگے چابک سے
میرے اِس کمزور بَدن پر
داغ لگاتا جاتا ہے
یونہی ، مُسکاتا جاتا ہے

اماں جانی !
مَرنے والی ماؤں کو اَب
کون بتائے ....
بن ماں کی ، بے چاری بچیاں
وقت کی سَان پہ کَس جائیں ، تو
کیسے جیون جیتی ہیں ؟
اور ، لبوں کو سیتی ہیں

Scanned with CamScanner

اَے مِری چادر

اَے مِری چادر
مِری شرم و حیا کی، پاسباں
سُندر سہیلی، سُن ذرا
تیرے اِن چھیدوں کے رَستے
میرے سارے
کچے خوابوں، کے سجل
آنسو ٹپک کر، بہہ گئے
کچھ کہہ گئے
جِسم کے کورے دیئے کی
سَب لوئیں بجُھ بجُھ کے ہی
اَب رہ گئیں
سَب کہہ گئیں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

روح کی رانی بھی، اپنی
خوشبوؤں سے روٹھ کر
بَس مرگئی
کچھ کرگئی
اَب، بتا
میں زندگی کے خالی خولی
بے یقیں، اِس واہمے کا
کیا کروں ؟
(....) کِس اُور.... جاؤں
اور پھر
کیسے مَروں ؟

Scanned with CamScanner

روٹھنے والوں سے

دیکھو!
مُجھ سے کیوں، روٹھے ہو ؟
کیا سمجھے ہو
میں نے تاگا سَب
رِشتوں کا
توڑ دیا ہے ؟
تُم سے مِلنا، چھوڑ دیا ہے ؟
پگلے رِشتو!
بھولے ناتو!
کچھ تو، سوچو
یہ تو جانو

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

وقت کے بیری...
گھن چکریں
پستی یہ...
اِک تنہا لڑکی
وقت کی وحشی
موج سے آخر!
اپنا آپ بچائے، کیسے؟
تم سے مِلنے آئے، کیسے
مِل کر پھر
مُسکائے کیسے؟

Scanned with CamScanner

دسمبر جو آئے

دسمبر، دسمبر
جو کہتی ہے دُنیا
بھلا اِس دسمبر
میں ایسا بھی کیا ہے
جو اِتنا، نیا ہے
کہ یادوں کی بستی میں
طوفاں اُٹھا دے
نہ پھر، آسرا دے
وہی صُبحیں، شامیں
وہی رات دِن ہیں
اکیلے، اکیلے
وہی دور تک
تنہا، ویران رستے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

وہی سرد موسم کی
بوچھاڑیں کھاتے
برہنہ شجر ہیں
دُکھوں کے نگر ہیں
وہی پیلا، تنہا
بھٹکتا ہوا چاند ہے
جس کی کرنیں... تلک
منجمد ہیں
وہی آرزؤں کی مرقد پہ
بیٹھی... حسیں نار
جس کی سیہ ناگ جیسی
وہ لمبی سی، زُلفیں
کمر پہ ہیں، ساکت
وہی وقت کی بے اماں، تیز دھاریں
دِلوں پہ یوں گِرتی ہوئی
یہ کٹاریں
وہی سُونے، بستر
وہی رتجگے ہیں
دسمبر تو آتا ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جاتا ہے لیکن
سکھی ! زرد رُت کا
یہ بے دَرد موسم
ہمیشہ یہیں ہے
یقیں زندگی کا
کہیں بھی نہیں ہے
سنہری ، سجل رات کا
اِک پھیرا ، ادھر سے
جو گزرے
تو پھر....
میں کہوں بھی
دسمبر جو آئے تو
مُڑ کر نہ جائے...

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

وہ لمحہ

اُس لمحے سے
ڈر لگتا ہے
سچ مچ گر یہ، جابر لمحہ
میرے سَر پر
ٹوٹ پڑا تو ....؟
مُجھ سے پہلے
اُس لمحے سے لڑنے والے
سخت پند ھیڑو
کوئی منتر، جاپ ہو ایسا
جو اَب تجُھ کو، یاد نہیں ہے
جِس کو مَیں بھی، ڈھونڈوں
ہر سُو
پر نہ پاؤں
شور مچاؤں

ستیہ پال آنند کی نظم پر اِک تاثر

Scanned with CamScanner

دِل نہیں کرتا

مگر اَب
دِل نہیں کرتا
اُسے آواز دینے کو
کوئی دُکھڑا سُنانے کو
بَدن اور روح پر اُگتے
سیہ دھبے دکھانے کو
کوئی بھی دَرد ہو،
مشکل گھڑی، آفت کوئی
یا زندگی سے ہی مری پھر
جنگ چھڑ جائے
میں اَپنا سینہ
ان سب کے
مقابل تان لیتی ہوں
مگر شانے کی جانب
دیکھ کر ساتھی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

نہیں کہتی
مجھے معلوم ہے
وہ مصلحت و بُزدلی کی
سان پر کَس کے
اپاہج زندگی
کے گھُپ اندھیروں
میں بہت مسرور ہے
اَب بھی ...
خوشی
سے چوُر ہے
اَب بھی ...
سو اَب بہتر ہے میں اپنی
صلیبیں اَپنے کاندھے پر
اُٹھاؤں ... اور پھر
اس وقت کے ہر دَم رواں
دھارے سے بِھڑ جاؤں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سوچ رَہی ہُوں

بیس برس
کے بعد میں شاید
اَپنی اِس بچھڑی دُنیا کو
دیکھ رہی ہوں
رات کے پچھلے پہر کی اِک
مانوس سی ٹھنڈک
کو سانسوں کی ڈور سے
باندھے یوں بیٹھی ہوں
کہ اِک تکیہ
پیٹھ کے پیچھے
اور اِک بائیں بازو کی یُوں
ٹیک بنا ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کہ ہاتھوں میں
پکڑی اِک بھاری ناول کو ...
رُوک کے رکھے
نہ گِرنے دے
نرم، دبیز سے اک کمبل میں
لپٹی ہیں، نا جانے کب سے
اِک مُسکان کی سنگت میں
اَب ...
بس ناول کے پنوں میں ہی
نسلوں کی گھنگھور ...
اُداسی کھوج رہی ہوں
سوچ رہی ہوں ؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

لاہور... اے لاہور

لاہور تری اِن سڑکوں سے
اِک خوشبو عِشق کی ....
آتی ہے ....
پھر .... شام کے کہرے
میں لپٹی
اِک یاد مسلسل روتی ہے
تب ... کاسنی دھند اُترتی ہے
چُپ چاپ سی ... کالی آنکھوں
میں ....
اِسلام پورے کی سڑک پہ جا ...
اَرمان مچلنے لگتے ہیں
کچھ لڑکیاں، لڑکے ... یونی کے
مِل جُل کر شور مچاتے ہیں
اور اپنا مَن ... برماتے ہیں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کچھ خواب ... صدائیں دیتے ہیں
اِک ہجر، کہ ہر دَم ہونکتا ہے
اِس اُور ....
کہ ناصر باغ ہے ... جو
بَس اَپنا سینہ سبز ... کیے
لہراتا ہے ... اترتا ہے
اس باغ کی ہر، راہداری پر
اِک تنہا، آنسو سوتا ہے
دُکھ روتا ہے
پھر پاس ہی، عامر ہوٹل کی
لابی میں ... صوفوں پر بیٹھے
دو سَائے، کُھس پُھس کرتے ہیں
کب ڈرتے ہیں
اِک سَایہ پھونکتا ہے، سگریٹ
اِک سَایہ نیلے آنچل میں .... بَس
بیٹھا آہیں کھینچتا ہے
دُکھ سینچتا ہے
پھر کمرے میں .... اِک ہوٹل کے
چوڑی کی کھنک .... مَر جاتی ہے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اِک چُنری آس کے رنگوں ... کی
اَشکوں میں ... ڈبو دی جاتی ہے
اُمید کہیں، کھو جاتی ہے
لاہور تری اِن سڑکوں .... پہ
اِک عشق تھا .... جو
معتوب ہوا ....
مصلوب ہوا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نہیں مُکرنا

وہ میرا رَبّ تھا
بہت عجب تھا
کہ دَرد لمحوں میں
سَاتھ دیتا، نہ تھل کی وحشی
سُلگتی دھوپوں میں
سائبانی کا حق نبھاتا
غلیظ، ننگی، عجیب نظروں
کی بھیڑ میں بھی، نہ ڈھال بنتا
مثال بنتا
حسین جسموں کے سب نشیبوں

Scanned with CamScanner

نگیں، اُبھاروں
مہین دُھندمیں
چُھپی دراڑوں کی
کالے سانپوں کو رہ دکھاتا
تو .... کہتا جاتا
مِری اطاعت میں
صبّر، لازم ہے
صبّر کرنا، نہیں مکرنا
کہ آدھی ہوگی
تِری گواہی .... تو ....
قتل .... پورا ....

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خود کلامی

سُنو اَے!
ہم سُخن میرے
گئے لمحوں کی ساعت میں
یونہی ڈھلتی ہوئی شب کے
کنارے پر ٹِکے گھڑیال کی
ٹِک، ٹِک پہ .... بیزاری سے ہی
تم نے ....
کہا تھا کہ ....
میں اَب خود سے ہی
کچھُ، کچھ مشورے کرنے چلا ہوں
تُم مُجھے آواز مَت دینا
تمہیں تو مشوروں کی منزلِ خوش کن سے

Scanned with CamScanner

بالآخر پلٹنا تھا اسی دنیا کی جانب ہی ....
پلٹ آئے ....
... نئی نظموں کی سنگت میں
مگر... اے ہم سخن میرے !
میں خاموشی کے رتھ پر
دشتِ وحشت میں جو
اتری تو ....
فنا کے خونی پنجوں نے
مرے کمزور ہاتھوں سے
مرا اِک اور رشتہ نوچ
کر جانے کہاں پھینکا

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

چلو بھاگ جاؤ

تو اَب دِل کو
چھونے کی کوشش میں
ہو تم ...
مگر دِل کی دُنیا
اندھیری گُپھاؤں
کٹیلے درختوں
سیہ، دلدلوں کا ہے
اِک کالا رستہ
کِسی موڑ پر
کھارے پانی کے
ظالم
مگرمچھ ہیں ... نگراں

Scanned with CamScanner

کہیں وحشی ندی کے
کالے بھنور میں
یونہی دف بجاتی ہوئی
موت ہی ،جبڑے کھولے ہوئے
... منتظر ہے
سنو خوف کے
ماتے ... نازک پند ھیڑو !
یہ بے دَرد رستہ
نِری قتل گہہ ... تو
فقط عقل کے بل پہ
پاٹی نہ جائے
چلو ... بھاگ جاؤ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کُرلاتے نین

دو آنکھیں
دو کھوجی پنچھی
اُس کی تاک میں رہنے والے
چورا ہے پر چھوڑ آئی ہیں...
اُن کے ذمے کام یہی تھا
رستہ دیکھیں...
اُس کو کھوجیں
ڈھونڈ نکالیں
برسوں بیتے، رستہ تکتے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

وہ سُندر البیلے پکھڑو
موت کی ٹھنڈی سرد
ہوا میں ....
اکڑ گئے تو ....
میں کل اُن کے
اکڑے لاشے واپس اَپنے
دُھندلے .... پیلے
راکھ ہوئے چہرے پر
رکھ کر ....
واپس اَپنی اَندھی
گھری ہجر گھُپا میں ....
لے آئی ہوں ....

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

صبؔر کیا ہے؟

ہائے .... سارے رتن
چھین کر لے گئی
موت کی، کپکپی
چار جانب، سراسیمگی
اِک .... وہی
سَر پٹختی رہی
بال کھولے ہوئے
لعل رولے ہوئے
گھر کی دیوار و دَر سے
چپک ہی گئی
وحشتِ، دوجہاں
رنگ کوئی بھی اَب
گھر میں باقی نہیں
ننھی معصوم سی
کھلکھلاہٹ بھی اَب
سونے دالان میں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

جھانکتی تک نہیں
کورے ہونٹوں پہ کھِلتی
رہی جو سدا
نرم مُسکان، جانے کہاں کھو گئی
ایسے عالم میں بس
صبّر لازم ہے سَب
یہ ہی ... کہتے رہے
درد پلکوں کی جھاڑوں سے
بہتے رہے
ہاں مگر .... صبّر کیا ہے ؟
یونہی ابنِ آدم کی
اس صاحبِ، کُن کے آگے
فقط ....
بے بسی ....
بے کسی ....
اور ...؟

Scanned with CamScanner

کاہے کو بچھو ہو تُم

سُنو اَب پہلی
ترجیح .... تو
کِسی صورت ....
نہیں ہو تُم ....
سُنو .... ٹھہرو .... ضرورت کے
کِسی کھاتے کے
پتّے میں ....
کِسی کونے ....
قلم زد ہو چُکے
حرفوں تلک کے ....

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

دُھندلے دھبوں میں
کہیں بھی نام تک تیرا
نہیں ... باقی ....
کرائے پر بھی چند لمحوں
کی خاطر اَب ....
تجھے پگلے ....
اُٹھایا جا نہیں سکتا
تو .... پھر یوں ....
فون کی گھنٹی میں
کاہے کو ....
مُسلسل بج رہے ہو .... تُم

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کہاں یہ ہوں گی...

یہ گنگناتی ہوا کے نغمے
وہ شاخِ جامن کی نرم شاخوں
پہ دَف بجاتے ہوئے پتا ور
وہ سامنے اُدھ کھِلے گلابوں
کی سُرخیوں پر، یوں چمچاتے سفید موتی
حسین سبزے کے نرم سینے میں
جھولتے چھوٹے چھوٹے پھولوں کی مستیاں سَب
یونہی رہیں گی مگر....
یہ لانبی گھنیری پلکوں کی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کالی چھتنار جھالروں میں
چھپی یہ حیران سی دو آنکھیں
یہاں نہ ہوں گی...
کہاں پہ ہوں گی ؟
زمیں سے اوپر
زمیں کے نیچے
یا پھر خلا کی عظیم وسعت میں
کھوجتی سی یہ کالی آنکھیں
نجانے پھر
کس جہاں میں ہوں گی ؟؟؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

تمہیں یاد ہو گا...

تمہیں یَاد ہے نا !
عجب نرم بے مثل
ہونٹوں کی تپش میں
تم... ایک دِن
بَس دھواں ہو گئے تھے
تمہیں یَاد ہو گا
یونہی، صاف، شیشے سی
چمکیلی گردن کی ...نیلی
عجب چھب دکھاتی
رگوں میں تمہاری ...نظر...
کھو گئی تھی...
حسیں، زندگی سے...مہکتی سنہری بلند
چوٹیوں... کے لئے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

تم جو تڑپے ... تو ...
سارا ... جہاں جل اُٹھا تھا
تراشیدہ جلتی، ہمکتی ہوئی
لمبی گدرائی ... رانیں
نگیں پنڈلیاں تھیں ...
تمہارا مقدر
مگر ... اَب
وہ سَب کچھ
تمہارا تو کیا ؟؟؟
اَب کِسی کا نہیں ہے
یقیں زندگی کا ...
کہیں بھی ... نہیں ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

چلو دفنا ہی آتے ہیں

چلو دفنا ہی آتے ہیں
محبت کے حسیں
لاشے کو
صدیوں سے پڑا
سڑتا ہے ....
چورا ہے پہ
اَب بھی، جو ....
یہ چوراہا کہ جِس کے
سارے رستوں پر
فقط اک لوبھ، لالچ اور
طمع کی ٹریفک کا

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بڑا گھمسان کا رش ہے
ہونق ... زرد رو ... چہرے
عجب سی منحنی، مدقوق روحیں جو
بڑی تیزی سے جانے کس طرف ؟
سرپٹ چلی جاتی ہیں، کچھ ایسے
کہ ... رستے میں پڑا ....
گلتا ہوا یہ، عشق کا لاشہ
کسی کو بھی نہیں دِکھتا ....
یہاں تک کہ ....
گِدھوں کے غول بھی
اس پر جھپٹنے سے
گریزاں ہیں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مغویہ کے قلم سے

مگر اُس نے داغا تھا
کومل بدن کے
ہر اک ، شاخچے کو
یونہی نرم و نازک سے
کانوں کی سُندر
لوؤں کو بھی کاٹا
وہ وحشی درندہ
حسیں پنڈلیوں سے بھی
اوپر .... تلک
زخم دیتا گیا تھا

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مگر پھر .... نجانے
کہاں .... راستے میں
کہیں کھو گیا وہ ، یونہی سو گیا وہ
مگر بے بسی
کچی ، کچنار سی ....
کمسنی .... اب تلک
خندہ زن ہے ....
یہ .... دیکھو
بس اک قہقہہ .... جو
اُبلنے کو ہے .... پر
اُبلتا ... نہیں ہے ....

Scanned with CamScanner

پستانوں سے زہر ٹپکاتی عورت

یہ عورت ہے جس کو
محبّت کے کوڑے سے
چھیلا گیا ہے
یہ عورت ہے، جس کی
جوانی پہ شب خون مارا تھا، اُس نے
وہی جس کو اُونچے پہاڑوں کی
گھاٹی میں ریشم کے رسوں نے
باندھا ہوا تھا
وہی، ران راون!
وہی کالا بچھڑا
جو ڈکرایا تو
رس روانی میں، کالی گھٹاؤں
کی جانب کہیں بہہ چلا تھا
ابھی وِشن کماری تو
پیاسی پڑی تھی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ابھی رنگ، رشتے پہ آیا نہیں تھا
وہ ڈکراتا بچھڑا
کہیں چل دیا تو
اکیلی وہ زخمی
ثمر بار عورت
یونہی انتقاماً ہی
اَب شیر کے بدلے
بس زہر نفرت کا
ٹپکاتی اور ہنستی جاتی ہے،
دیکھو
مری جان، سوچو
بھلا کون ہے یہ ؟
یہ ماں تو، نہیں ہے
مگر، ماں ہے دیکھو

Scanned with CamScanner

میرے لیے محترمہ صابرہ شاہین کی نظموں کو پڑھنا کسی دل رس اور کیف آور موسیقانہ فن پارے کو آنکھیں بند کر کے سننے کی کیفیت کا متبادل تھا۔ شعرا عموماً بحور اور اوزان کی تالیفی پابندی میں شعر کہتے ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ الفاظ، ترنم اور نغمگی کا تال میل اپنے زیر و بم میں موسیقی کا ہم پلہ ہو۔ صابرہ شاہین کی نظمیں اس آہنگ کو، سطر بہ سطر، ایک لڑی میں پرو کر کمپوزیشن سے ایک قدم آگے گویا آرکسٹریشن کی سُر بندی میں پرو دیتی ہیں۔ اس لحاظ سے اردو شاعری میں ان کا لہجہ منفرد بھی ہے اور اہم بھی کہ شاعری اور سنگیت ایک دوسرے کے دمساز، ساتھی اور ہم نوا تو ہیں، لیکن ایک دوسرے کی جگہ نہیں لے سکتے۔ ضروری نہیں ہے کہ ایک کلاونت موسیقار شاعر بھی ہو یا غالبؔ اور میرؔ کی سطح کا ایک شاعر موسیقی کے چھند، ٹھاٹھ اور تال کو سمجھتا ہو۔ صابرہ شاہین کے یہاں لہجے کی سادگی ہے، الفاظ کا بے تصنع انتخاب ہے۔ موقع اور محل کے عین مطابق زبان کا نپا تلا ہوا استعمال ہے۔ سطروں کی تراش میں حد درجہ کی کفایت ہے، لیکن اتنی بھی نہیں کہ نفس مضمون ہی تشنہ رہ جائے۔ کہیں کہیں متوازن لہر پر کچھ بلبلے بھی ابھرتے ہیں تو طنز آمیز ریش خند ہنسی کا بھی ہلکا سا احساس ہوتا ہے، لیکن متوازی چلتی ہوئی سنجیدگی اپنے توازن میں برقرار رہتی ہے۔ ہم اسے شاعرہ کی خود اعتمادی، استقلال، اخلاقی جرأت اور ثابت قدمی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ لکھ کر میں صابرہ شاہین کی نظموں کی صرف ایک یا دو جہات، یعنی اس کی نغمگی اور زبان و بیان کی سطح پر الفاظ کے انتخاب پر رائے دینے کے بعد یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان نظموں کے موضوعات پر بھی ایک متجسس نظر ڈالوں۔ لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ان سب نظموں کا مرکزی کردار تو شاعرہ خود ہے۔ احساس کی طغیانی میں بہتی، ڈولتی، غوطے کھاتی ہوئی شخصیت تو شاعرہ کی اپنی ہے۔ کسی غیر آگاہ دوسرے شخص کی نہیں ہے۔ یہ آوارہ، پاگل، بیکل، کانپتا، تھرتھراتا ہوا شعری اظہار تو اس شخصیت کا ہے جس کے ان گنت چہرے درجہ بدرجہ، اپنے طلسماتی خدوخال کے ساتھ ان نظموں میں ابھرتے ہیں۔ سطروں کی تراش کے بارے میں کچھ کہنا بھی ضروری ہے۔ دھیمے لہجے میں وہ باتیں نہیں کہی جا سکتیں جو شاعرہ کے ذہن میں ابل رہی ہیں۔ شاعری سرگوشی ہے بھی اور نہیں بھی۔ اس میں دھیمی، شیریں یا گلوگرفتہ آوازیں کانوں کو بھلی تو لگتی ہیں لیکن اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتیں۔ یہ کمال تو شاعرہ نے کر دکھایا ہے........ مختصر جملوں کے شانت، دھیمے لہجے میں، سکوت کے وقفوں کے ساتھ ساتھ، جملوں کی ساخت میں کم سے کم الفاظ کا استعمال، بسا اوقات نثری قواعد کے اصولوں پر کاربند نہ رہنا، صرف ارتعاش اور ہلکی گونج سے جملے کو ادھورا چھوڑ دینا...... اور اس حالت میں مرتعش لیکن دھیمی صوت میں ایک سرگوشی کی طرح کوئی گہری بات کہہ دینا..... یہ ہے شاعرہ کا اوج کمال، جس تک ہر شاعر نہیں پہنچ سکتا۔

ستیہ پال آنند

کچی جوانی میں خواب بنتے بنتے، گیت اور نظم کو ایک کرتی ہوئی وہ کالج کی پرنسپل ہوگئی۔ سارے کچے رشتوں اور رستوں کی دھول سمیٹے، کالج کے لان میں پکی کچنار بچیوں کو اپنے اپنے بستے میں موبائل نہیں۔ محبت کے لفظ کو لکھنے اور آنکھوں میں خواب بھرنے کا سندیسہ دے کر جب اپنے دفتر میں پہنچی تو میرا بائی بن کر بار بار ایک ہی ہچکی میں سمٹتی رہی۔ ہوس ناکی کی اس سمندر دنیا میں محبت کے موتی خود تلاشتی رہی۔ آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو سامنے کا دروازہ بند تھا۔ مگر پردہ ہل رہا تھا۔ اب اُسے کاغذ اور قلم نے دعوتِ سخن دی۔ اس نے گاؤں سے لے کر میڈیا کی لہروں میں دنیا دیکھی۔ دنیا سوچی اور لکھ ڈالی وہ آبِ حیات جس کو ابھی پختگی کی منزلیں طے کرنی ہیں۔

فریب اور اور خواب کی دہلیز سے آگے آؤ۔ نئے اور انوکھے موضوعات اور تجربات اپنی تشنگی بجھانے کو تمھارے منتظر ہیں۔ ڈاکٹر صابرہ شاہین۔

کشور ناہید

ISBN:978-969-593-4
9 789695 935934

سانجھ
SANJH
PUBLICATIONS

اردو شاعری
IDARA AALMI BEST URDU POETRY

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner